

17۔ رُخ و زلف پر جان کھویا کیا

خواجہ حیدر علی آتش

(۱۷۶۳ء۔۔۔۔۔۱۸۳۶ء)

ابتدائی حالات:

نام حیدر علی اور محفل آتش تھا۔ آپ فیض آباد، لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ علی بخش تھا جو ولی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ شجاع الدولہ کے عہد میں ولی چھوڑ کر فیض آباد آ گئے تھے۔ ابھی آتش صغیر بن گئے کہ والد وفات پا گئے۔ اس لیے ان کی تعلیم و تربیت بہتر طریقے سے نہ ہو سکی۔ آتش نے نواب مرزا تقی خان کی ملازمت اختیار کر لی۔ ان کے ساتھ لکھنؤ آ گئے۔ شاعری میں مصحفی کی شاگردی اختیار کی۔ آپ کے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخ سے کئی معرکے ہوئے۔ آپ قلندرانہ مزاج کے حامل تھے اس لیے کسی دربار سے وابستہ نہیں ہوئے۔

الفاظ کی نگینہ کاری:

آتش غزل گو شاعر تھے۔ ان کی غزلوں میں تغزل کی بیشتر خمیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ بھی اپنے زمانے کے دیگر شعرا کی طرح شاعری کا شاعرانہ مٹامی، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کہتے تھے۔ تاہم آتش کے ہاں عامیانہ و سوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا جو اس وقت کے لکھنؤی شعرا کے کلام میں جا بجا نظر آتا ہے۔ آتش کے کلام میں فرق و غنا، توکل، تصوف، دنیا کی بے ثباتی، قناعت پسندی، درویشانہ رنگ اور اخلاقی مضامین بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں تغزل، رجمیت، سادگی و سلاست، نادر تشبیہات و استعارات، عمدہ صنائع بدائع، رندانہ موضوعات اور آتش بیانی کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

تصانیف: آتش کی تصانیف میں ان کا کلیات ہی اہم ہے جس میں ان کا وہ سارا کلام شامل ہے جو مختلف اصناف سخن کی صورت میں موجود ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اٹکوں	آلسوں	رُخ	چہرہ
زخندان	ٹھوڑی	یکشتِ سخن	شاعری کی کھیتی
وصفِ دندان یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی	وصفِ دندان یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی

ہاتھ دھونا سے مراد کسی چیز کو کھودینا ہے۔ انہوں نے ہاتھ دھونے سے شاعر کی مراد یہ ہے جب کوئی غم کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر کسی بھی غم کی وجہ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہیں آتے۔

شعر 7۔ زخماں سے آتش محبت رہی

کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

تشریح:

ہر عاشق کو اپنے محبوب کا حسن و جمال غیر معمولی لگتا ہے اور دنیا کی کوئی ہستی اسے اپنے محبوب سے زیادہ خوبصورت معلوم نہیں ہوتی۔ اسی لیے خوبصورتی، رعنائی اور دلکشی کی تعریفیں کرتا رہتا ہے۔ حسن و جمال میں اسے یکتا کہا جاتا ہے۔ محبوب کی ہر اداسے پسند ہوتی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں میں گر جائے تو اس کے لیے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح میرے دل نے مجھے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے میں مشغول کر دیا ہے۔ اب مجھے اپنا کوئی ہوش نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں۔ میری کیفیت ڈوبنے والوں جیسی ہو گئی ہے۔

حل مشقی سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟

جواب: شاعر نے ہمیشہ "دعا ان پاد" یعنی محبوب کے دانتوں کے وصف لکھے ہیں۔

(ب) شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ہے؟

جواب: شاعر کی عمر کا ہری طور پر جاگ کر لیکن قسمت کے حوالے سے سو کر بسر ہوئی یعنی ساری زندگی بد قسمتی میں گزار دی۔

(ج) شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: شاعر نے کہا ہے کہ میری کشتِ سخن (شاعری کی کھیتی) بغیر پریشانی کے سرسبز و شاداب رہی ہے۔

(د) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟

جواب: برہمن کو اس بات کی حسرت رہی کہ خدا نے جن کو بولنے والا کیوں نہ بنایا۔

(ه) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

جواب: شاعر کا قلم موتی پر دتا ہے مراد یہ کہ اچھی شاعری اور مفید باتیں نکلتی ہیں۔

2۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

وصفِ دندانِ یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی مراد محبوب کے دانتوں کی تعریف کرنا
فکرِ کشتِ سخن	شاعری کی کھیتی کی فکر مراد اشعار لکھنے کی فکر یا شوق۔

3۔ متن کو مدِ نظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اند میرا	غم	اُجالا
وصف	کنواں	دندان
قلم	نخن	موتی
مر	اُجالا	بر
جاگا	دندان	سویا
فکر	موتی	سخن
زخنداں	بر	کنواں
مرا	سویا	غم

4۔ درج ذیل شعر میں موجود تشبیہ کے بارے میں اپنے اُستاد سے آگاہی حاصل کریں۔

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار
قلم لہنا موتی پر دیا کما

جواب: تشبیہ: کسی ایک چیز کو کسی خاص مشترکہ خوبی یا بُرائی کی بنا پر کسی دوسری چیز جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔ موتی چمکدار ہوتے ہیں۔ شاعر کے محبوب کے دانت بھی چمکدار ہیں اس لیے شاعر محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

5۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

وصف، قلم، مر، بخت، کشتِ سخن، برہن، زخنداں

جواب: وصف، قلم، مر، بخت، کشتِ سخن، برہن، زخنداں،

6۔ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

وصف، بخت، برہن، زخنداں، آتش

الفاظ	معانی	جسوں میں استعمال
وصف	خوبی	سچائی کا وصف ہر انسان میں ہونا چاہیے۔
بخت	قسمت	بدال بہت خوش بخت انسان ہے۔
برہمن	پنڈت	برہمن بتوں کے پجاری ہوتے ہیں۔
زنخداں	ٹھوڑی	چاہہ زنخداں خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے
آتش	آگ	اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جہنم کی آتش سے محفوظ رکھے۔

7- درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔ اندھیرا، جاگنا، غم، آگ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
اندھیرا	اجال	غم	خوشی
جاگنا	سونا	آگ	پانی

8- درج ذیل مرکبات کے نام لکھیں۔ رُخ وزلف، دندان یار، کشتِ نخن

جواب: رُخ وزلف: مرکبِ عظمیٰ، دندان یار: مرکبِ اضافی، کشتِ نخن: مرکبِ اضافی

9- غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل سہجے جواب دیں؟

(الف) اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ رُخ وزلف پر جان کھویا کیا اندھیرے اجالے میں رویا کیا

(ب) اس غزل کا مقطع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔

زنخداں سے آتشِ محبت رہی کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل میں "کیا" ردیف ہے۔

(د) اس غزل میں موجود کوئی سے پانچ قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں کھویا، رویا، پرویا، سویا، بویا، گویا، دھویا اور ڈبویا قوافی ہیں۔

10- پانچویں شعر میں شاعر نے کیا استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: آتش نے غزل کے پانچویں شعر میں "بتوں" بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر 1-

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا

اندھیرے اجالے میں رویا کیا

تشریح:

محبت ایک ایسا جذبہ ہے جس پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی آگ ہے جو نہ کسی کے لگانے سے لگتی ہے اور نہ بھگانے میں کوئی تدبیر کارگر ہوتی ہے۔ محبت کی راہ پر چلنا کوئی آسان کام نہیں غموں اور دکھوں کے علاوہ، محبوب کی بر رخی اور بے نیازی کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ شاعر کہتا ہے میں کسی تعمیری کام میں حصہ نہ لے سکا۔ شاعر نے اپنے محبوب کے چہرے کو دن کے اجالے سے اور اس کی زلفوں کو رات کی سیاہی سے تشبیہ دی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب کے چہرے اور بالوں پر جان قربان کرتا رہا اور دن رات ان کی یاد میں ہی روتا رہا۔

شعر 2-

ہمیشہ لکھے وصفِ دندِ ان یار

قلم اپنا موتی پر دیا کیا

تشریح:

شاعر نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے محبوب کے دانت موتیوں کی طرح چمک دار ہیں۔ جب میں اپنے محبوب کے دانتوں کے اوصاف بیان کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرا قلم موتی پر رو رہا ہو۔ محبوب کی تعریف میں ان دل آویز باتوں سے میرے دل کو سکون ملتا رہا۔ میری ساری شاعری ہی موتیوں کی مانند ہے۔

شعر 3-

کہوں کیا ہوئی عمر کیونکہ بسر

میں جاگا کیا، بخت سویا کیا

تشریح:

شاعر اپنی زندگی کے بارے میں یہ فلسفہ پیش کر رہا ہے کہ میں ساری عمر آگاہ رہا۔ یہاں جاننے کا مطلب آگاہ رہنا ہے۔ شاعر اچھے برے ہر طریقے سے سے آگاہ رہا مگر شاعر اپنی قسمت کا گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میری قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا۔ میری قسمت سوئی رہی۔ میں اپنی آگاہی سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکا۔ بد نصیبی نے ہمیشہ پریشان کیے رکھا۔ اپنے غم اور غمیر، دشمن

بچے گئے۔ دیکھنے میں تو چلتا پھرتا انسان تھا لیکن میرے نصیب ہمیشہ سوئے رہے۔ وقت نے کبھی ساتھ نہ دیا۔ کسی شاعر نے آتش کی یوں ترجمانی کی ہے۔

شعر 4۔ رعی سبز بے فکر کشتِ سخن

نہ جو تا کیا میں، نہ بویا کیا

تشریح:

انسانی زندگی احساسات کا نام ہے اور شاعر اس دنیا کا شاید حساس ترین انسان ہے۔ خیالات کو الفاظ کا رنگ دینا اس کا سب سے بڑا کمال ہے۔ دل کی بات لیوں پر اور قلم کی نوک پر لا کر آتش کہتے ہیں کہ میری شاعری کی کھیتی ہر وقت سرسبز و شاداب رہی۔ میری شاعری ہمیشہ اچھی رہی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ میں نے اس کے لیے کچھ بھی نہیں کیا پھر یہ سرسبز و شاداب ہے۔ یہ میرے لیے عطیہ خداوندی ہے۔

شعر 5۔ برہمن کو باتوں کی حسرت رہی

خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

تشریح:

برہمن ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات ہے جو کہ بت پرست ہیں۔ انسان جس چیز کی پرستش کرتا ہے، اس کے بارے میں چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کے قریب رہے۔ اپنے دل کی بات اس سے کہے اور اس کے خیالات اپنے بارے میں جانے۔ یہاں شاعر برہمن کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اسے اپنے آقاؤں سے بات کرنے کی حسرت ہی رہی کیوں کہ اللہ نے بتوں کو قویٰ گویا نہیں دی ہے۔ اسی طرح میرا محبوب بھی مجھ پر نظر کرم اور نظر التفات کرنے سے دریغ کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل کی بات لیوں پر لا کر اظہار محبت کیا ہے لیکن محبوب کی طرف سے اس کا کوئی مثبت جواب نہیں ملا ہے۔

شعر 6۔ مرا غم کے کھانے کا جس کو پڑا

وہ اٹھوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

تشریح:

مشق مہاری ہو یا حقیقی یہ اپنے عشاق کو ایک خاص قسم کا لطف دیتا ہے اور جب اس کا چمکا پڑ جائے تو پھر اپنے ہی اٹھوں سے ہاتھ دھو کر غم کھانے میں مصروف رہتا ہے۔ مشق کے میدان میں جتنی رونق ہوتی ہے وہ صرف اور صرف عاشق کی قربانیوں کی بدولت ہوتی ہے۔ بزمِ مشق کی روشنی ہمیشہ خونِ دل سے ہوتی ہے۔ شاعر کہتا ہے جو غم شمس ہوتا ہے وہ اٹھوں کو کھودیتا ہے۔

ہاتھ دھونا سے مراد کسی چیز کو کھودینا ہے۔ انہوں نے ہاتھ دھونے سے شاعر کی مراد یہ ہے جب کوئی غم کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر کسی بھی غم کی وجہ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہیں آتے۔

شعر 7۔ زخماں سے آتش محبت رہی

کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

تشریح:

ہر عاشق کو اپنے محبوب کا حسن و جمال غیر معمولی لگتا ہے اور دنیا کی کوئی ہستی اسے اپنے محبوب سے زیادہ خوبصورت معلوم نہیں ہوتی۔ اسی لیے خوبصورتی، رعنائی اور دلکشی کی تعریفیں کرتا رہتا ہے۔ حسن و جمال میں اسے یکتا کہا جاتا ہے۔ محبوب کی ہر اداسے پسند ہوتی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں میں گر جائے تو اس کے لیے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح میرے دل نے مجھے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے میں مشغول کر دیا ہے۔ اب مجھے اپنا کوئی ہوش نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں۔ میری کیفیت ڈوبنے والوں جیسی ہو گئی ہے۔

حل مشقی سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟

جواب: شاعر نے ہمیشہ "دعا ان پاد" یعنی محبوب کے دانتوں کے وصف لکھے ہیں۔

(ب) شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ہے؟

جواب: شاعر کی عمر کا ہری طور پر جاگ کر لیکن قسمت کے حوالے سے سو کر بسر ہوئی یعنی ساری زندگی بد قسمتی میں گزار دی۔

(ج) شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: شاعر نے کہا ہے کہ میری کشتِ سخن (شاعری کی کھیتی) بغیر پریشانی کے سرسبز و شاداب رہی ہے۔

(د) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟

جواب: برہمن کو اس بات کی حسرت رہی کہ خدا نے جن کو بولنے والا کیوں نہ بنایا۔

(ه) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

جواب: شاعر کا قلم موتی پر دیتا ہے مراد یہ کہ اچھی شاعری اور مفید باتیں نکلتی ہیں۔

WANT TO **DOWNLOAD** **NOTES** OF ANY CLASS?

[Click Me to Download](#)
(I'll Bring You There)



**Top Study World is one of the best notes
providers in Pakistan for FREE!**